© rasailojaraid.com

رفاہی ریاست کے قیام میں فقہ حنفی کا کردار

محمد اکرم ورک

آج دنیا کی ہر قوم اپنے دروازے اور کھڑکیاں دوسری قوموں کے لئے کھول دینے پر مجبور ہے' آج کا دور محدودیت کا دور نہیں ہے۔آج ''عرف عام'' سے مراد عالمی عرف ہے اور آج کے معروضی حالات میں اب کسی بھی فیصلے اور اس کے اثرات کو مقید رکھنا ممکن نہیں ہے ۔انسانی سوسائٹی ارتقاء کی منازل طے کرتے ہوئے اس مقام پر آ گئی ہے جہاں فرد واحد کی بجائے پوری قوم اور کسی مخصوص قوم کی بجائے پوری انسانیت کے اجتماعی مفاد کو عزیز رکھے جانے رجحان کا پیدا ہوا ہے۔گلوبلائزیشن کے اس دور میں کسی بھی طرح کے امتیازی قوانین کی کوئی گنجائش باقی نہیں بچی۔اس لئے دور حاضر کے ارباب فکر و دانش کا فرض ہے کہ وہ فقہ حنفی میں عرف عام' استحسان' مصالح مرسلہ' استصحاب حال وغیرہ جیسے اصولوں کو آج کے معروضی حالات میں اس انداز میں استعمال کریں کہ نہ صرف فقہ حنفی کی آفاقیت ثابت ہو جائے بلکہ شریعت اسلامیہ کی اصل روح بھی سامنے آ جائے ۔

''رفاہی ریاست کے قیام میں فقہ حنفی کا کردار'' ایک ایسا علمی موضوع ہے جس کی بہت سی جہتیں توجہ کے قابل ہیں ۔موضوع پر براہ راست گفتگو کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رفاہی ریاست کے تصور پر مختصر گفتگو کر لی جائے ۔عصر حاضر میں رفاہی ریاست (welfare state) کے جس تصور سے ہم آگاہ ہیں اس کے تانے بانے مغربی فکر و فلسفہ سے ملے ہوئے ہیں اور ہمیں یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ آج ہمیں اس کی عملی صورت صرف مغرب ہی میں نظر آتی ہے' تاہم اس حقیقت سے تاریخ کا ہر طالب علم آگاہ ہے کہ مغرب رفاہی ریاست کے جس تصور سے آج آگاہ ہوا ہے اس کی مکمل شکل اور عملی مثال ریاست مدینہ کی صورت میں چودہ صدیاں پہلے پیش کی جا چکی ہے' جس کے اولین سربراہ رسول اکرم ﷺ تھے اور پھر خلافت راشدہ کے دور میں اس ریاست نے ادارہ جاتی تکمیل اور تنظیم کی سازی منازل طے کر لیں۔

☆ لا تمعن في المثاليات [illegible] غائصة [illegible] الناس ما لا تستطيعه [illegible] عادلا . ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام کی تہذیبی خدمات میں ایک نمایاں خدمت انسانیت کی فلاح و بہبود کے کام کو مذہبی عبادت کا درجہ دینا ہے۔ یہ اعزاز بھی صرف اسلامی شریعت کو حاصل ہے کہ اس نے خالص روحانی کوتاہیوں کے ازالہ کے لیے بھی محتاجوں اور مساکین کو کھانا کھلانے کے عمل کو کفارہ کی حیثیت دی ہے۔ اسلام کی نظر میں انسان تو پھر انسان ہے یہاں تو بھوکے جانوروں کو چارہ ڈال دینا اور پیاسے جانوروں کو پانی پلا دینا بھی آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی مکی زندگی میں خدمت خلق اور رفاہ عامہ کی جس ترغیب کی ہمیں عملی مثالیں نظر آتی ہیں، مدنی دور میں اس نے ایک معاشرتی اور ادارتی حیثیت اختیار کرلی۔ اسلامی ریاست کے پورے ڈھانچے پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کی اولین ترجیح بلکہ ذمہ داری شہریوں کی فلاح و بہبود اور ان کی روزمرہ ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ قرآن مجید نے اسلامی ریاست کے چاری بنیادی اصولوں کا ذکر کیا ہے۔

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ و آتوا الزکاۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر (۱)

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اگر زمین میں حکومت دیں تو یہ نماز قائم کریں گے اور زکوۃ دیں گے۔ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔''

غور کیا جائے تو نماز اسلام کے پورے روحانی نظام کی جڑ ہے اور زکوۃ سے نظام معاشرت کی بہبود اور بہتری وابستہ ہے۔ اسی وجہ سے مدنی ریاست میں اولین طور پر جس ادارے کو مستحکم کیا گیا وہ زکوۃ کا نظام ہے۔ زکوۃ اسلام کے نظام مالیات میں وہ سب سے بڑا ذریعہ ہے جس سے غرباء مساکین، یتامی اور معاشرے کے دوسرے پسے ہوئے طبقات کی فلاح و بہبود وابستہ ہے۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ (م ۱۳ھ) کے عہد خلافت میں جب کچھ لوگوں نے زکوۃ روک لینے کا عندیہ ظاہر کیا تو چونکہ اس عمل سے ریاست کی اتھارٹی کے علاوہ رفاہ عامہ کے پورے نظام کے متاثر ہونے کا خطرہ تھا، اس لئے آپؓ نے ایسے لوگوں کے خلاف بلا جھجک اعلان جہاد فرمایا۔ خلافت راشدہ کے پورے دور کا بہترین تعارف یہی ہے کہ اس میں لوگوں کو بے لاگ عدل وانصاف میسر تھا اور پسے ہوئے طبقے کی آخری امید اسی نظام سے وابستہ تھی۔ مدنی ریاست ایک مکمل رفاہی ریاست تھی، جس نے خلافت راشدہ کے مختلف ادوار میں اپنے ارتقاء کی ساری منزلیں طے کر کے آنے والے دور کے لیے ایک رول ماڈل کی حیثیت اختیار کرلی۔

☆عش حیاۃ البساطۃ وایاک والرفاهیۃ والاسراف والبذخ فکلما ترفہ الجسم تعفنت الروح.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلافت راشدہ کے بعد بنوامیہ سے ملوکیت کے جس دور کا آغاز ہوا اس میں بہت جلد وہ تمام خرابیاں در آئیں جو مطلق العنان حکومتوں کا طرہ امتیاز ہیں۔ بنوامیہ کے طرز حکمرانی نے عوامی سطح پر اس تاثر کو پختہ کیا کہ حکومت کے جملہ اقدامات کا مقصد اپنے اقتدار کا تحفظ اور مخصوص طبقہ کے مفادات کی پاسداری ہے۔ اور حکومت کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ طبقہ عوام سے زیادہ سے زیادہ ٹیکس جمع کر کے اپنی آمدنی میں اضافہ کرے۔ ہمارے سامنے اس طرز فکر کی بدترین اور انتہائی شکل یہ ہے کہ عہد بنی امیہ میں جب بعض علاقوں کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور وہ جزیہ کی ادائیگی سے بری الذمہ ہو گئے، اور نتیجے کے طور پر ان علاقوں کی آمدنی میں خاطر خواہ کمی ہوئی تو نومسلموں پر جزیہ عائد کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا، بالآخر اس سلسلے کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ختم فرمایا۔ (۲)

امام ابوحنیفہؒ (۸۰۔۱۵۰ھ) نے ملوکیت کے اسی دور میں آنکھ کھولی جب بیت المال کی حیثیت حکمرانوں کے ذاتی خزانے کی تھی، حکومتی جبر کے نتیجے میں اظہار رائے کی آزادی ایک بھولی بسری داستان معلوم ہو رہی تھی اور عدلیہ جو لوگوں کی امیدوں کا آخری مرکز ہوا کرتی ہے، محض ارباب بست وکشاد کے گھر کی لونڈی بن کر رہ گئی تھی۔ خلافت راشدہ کے دور میں لوگ رفاہی ریاست کے جس تصور سے متعارف ہوئے تھے وہ گہنا چکا تھا۔ امام ابوحنیفہؒ کو بنوامیہ کی حکمرانی کے آخری دور اور بنوعباس کی حکمرانی کے ابتدائی سالوں کا بھرپور تنقیدی جائزہ لینے کا موقع میسر آیا اور یہی آپ کے علمی شباب کا دور بھی ہے، جب تحصیل علم کے بعد آپؒ اپنے استاذ محترم حماد بن ابی سلیمانؒ (م ۱۲۰ھ) کے انتقال کے بعد مسند تدریس پر براجمان ہو چکے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نتائج فکر کا اصل سرچشمہ امام حماد بن ابی سلیمانؒ، علقمہ بن قیس النخعیؒ (م ۶۲ھ) اور ابراہیم النخعیؒ (م ۹۵ھ) کے واسطہ سے حضرت عمرؓ (م ۲۳ھ) حضرت علیؓ (م ۴۰ھ) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ (م ۳۲ھ) اور عبداللہ ابن عباسؓ (م ۶۸ھ) کے فتاوی اور اجتہادی افکار ہیں۔ یہ چاروں صحابہ فقہ حنفی کے ستون ہیں، امام ابوحنیفہؒ ان ہی اساطین علم کے علمی وارث ہیں۔ اسلامی ریاست کی اپنی اصل شکل میں بحالی کے لئے امام ابوحنیفہؒ کی عملی کوششوں کو اسی علمی اور فکری پس منظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ رفاہی ریاست کے قیام میں امام ابوحنیفہؒ اور فقہ حنفی کے کردار اور خدمات کا جائزہ لینے کے لئے جو پہلو خاص طور پر توجہ کے متقاضی ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ امام ابوحنیفہؒ کا ذاتی کردار اور طرز عمل

☆حافظ علی اذکار المناسبات خانہا حفظ لک وصیانة عن فیہا من السداد والارشاد ما یصلح بہ یومک.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔حنفی دستور کے اصول و مبادی

۳۔حنفی قضاۃ کے عدالتی فیصلے اور فتاوی

عوامی فلاح و بہبود کا تصور جن ریاستی اداروں سے وابستہ ہے ان میں عدلیہ اور بیت المال خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ریاست کے بنیادی فرائض میں عدل وانصاف کی فراہمی اور محروم طبقات کی فلاح و بہبود سرفہرست ہے'لیکن رفاہ اور فلاح کا کوئی بھی تصور حریت فکر کا متبادل نہیں'اس لئے امام ابوحنیفہؒ آزادی اظہار رائے کے زبردست داعی تھے۔امام ابوحنیفہ کے ذاتی کردار اور سیاسی وژن سے جو حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہیں'وہ یہ ہے کہ چونکہ مدنی ریاست ہی ان کا رول ماڈل ہے اس لئے وہ اس سے کم پر کسی صورت راضی نہیں ہیں۔

ایک ایسے دور میں جب ابوجعفر منصور کو ملک میں مختلف بغاوتوں اور شورشوں کے واضح آثار نظر آرہے تھے اس نے اپنی حکومت کو شرعی اعتبار بخشنے کے لئے مدینہ سے امام مالکؒ اور ابن ابی ذئبؒ اور کوفہ سے امام ابوحنیفہ کو طلب کیا'لیکن امام ابوحنیفہؒ نے ہر طرح کے خطرات سے بے پرواہ ہو کر ابوجعفر کو سمجھانا شروع کیا:

''دیکھو تم نے خلافت کی باگ اپنے ہاتھ میں اس وقت سنبھالی ہے جب مسلمانوں میں فتوی دینے کی اہلیت جن لوگوں میں ہے ان میں سے دو آدمی بھی تمہاری خلافت پر متفق نہیں ہوئے تھے اور تم جانتے ہو کہ خلافت ایک ایسا مسئلہ ہے جسے مسلمانوں کا اجماع ہی طے کر سکتا ہے'ان کے مشورے سے ہی خلیفہ منتخب ہو سکتا ہے'حضرت ابوبکرؓ کی مثال تمہارے سامنے ہے'چھ مہینے تک انہوں نے اپنے آپ کو حکومت کرنے سے روکے رکھا جب تک کہ یمن کے مسلمانوں کی بیعت کی خبر ان تک نہ پہنچی۔''(۳)

امام صاحبؒ کی نظر میں اگر خلیفہ کے چناؤ میں شوری اور رائے عامہ کی آزادی کے اصول کو مدنظر نہ رکھا جائے تو وہ خلافت نہیں ملوکیت اور بادشاہت ہے'اور بادشاہت کبھی خرابیوں سے پاک نہیں ہو سکتی اور اس طرح کی حکومتوں میں بیت المال کا جو ناجائز استعمال ہوا ہے اس سے ہماری تاریخ بھری پڑی ہے'یہی وجہ ہے کہ امام صاحبؒ نے حکمرانوں کے تحائف اور ہدایا کو قبول کرنے سے ہمیشہ احتراز کیا۔ایک موقع پر جب ابوجعفر منصور نے امام کو زبردستی ھدیہ دینا چاہا تو آپؒ نے فرمایا:

''امیر المؤمنین اگر ذاتی مال سے مجھے کچھ دیتے ہو شاید میں قبول بھی کر لیتا'لیکن یہ جو کچھ آپ مجھے

☆وزع الاعمال ولا تجمعها فيي وقت واحد بل اجعلها في فترات وبينها اوقات للراحة ليكون عطاؤك جيدا.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دے رہے ہیں، یہ تو مسلمانوں کے بیت المال کا روپیہ ہے جس کا میں اپنے آپ کو کسی صورت بھی مستحق نہیں پاتا، میں نہ بھوکا ننگا محتاج فقیر ہوں اگر یہ صورت ہوتی تو فقیروں کی مد سے شاید میرے لئے کچھ لے لینا جائز ہوتا، اور نہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو مسلمانوں کی حفاظت کرتے ہوئے ان کے دشمنوں سے لڑتے ہیں اگر میرا تعلق فوجیوں سے ہوتا تو اس وقت بھی اس مد سے لے سکتا تھا جس مد سے سپاہیوں کو امداد ملتی ہے۔ میرا تعلق جب نہ اس گروہ سے ہے اور نہ اس طبقے سے تو آپ ہی انصاف کیجیے کہ اس رقم کو میں کس بنیاد پر لوں۔''(۴)

ابوجعفر امام صاحبؒ کے استدلال کا بھلا کیا جواب دے سکتا تھا، لیکن آپ نے بڑے حکیمانہ انداز میں خلیفہ کو آگاہ کیا کہ بیت المال کے صحیح مصارف کیا ہیں، اور وہ جس طرح کی غلط بخششوں سے کام لے رہا ہے اس کا اسلامی ریاست کے سربراہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ بیت المال کو اپنی صوابدید سے خرچ کرے۔ بادشاہت کی یہی وہ خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر وسائل دستیاب ہوں اور کامیابی کی امید ہو تو ایسے غیر شرعی حکمران کے خلاف خروج فرض ہے۔ فقہ حنفی کے اصول کے مطابق شرعی حاکم کا تقرر اسلام کے اہم واجبات میں سے ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اسلامی ریاست کے قیام کی کوشش حج جیسی عبادت سے بھی افضل ہے۔(۵)

حنفی فقہ کی کتابوں میں ''کتاب القاضی'' کے نام سے ایک مستقل موضوع ہے۔ جس میں تفصیلی طور پر ان تمام چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کا تعلق حاکم شرعی کے حقوق و شرائط، تقرری و برخاستگی وغیرہ کے اصولوں سے ہے اور ان تمام اصولوں کی پاسداری سے ہی رفاہی ریاست کا تصور وابستہ ہے۔ اہل علم آگاہ ہیں کہ اس معاملے میں محدثین کی رائے میں امیر بالاستیلاء کی اطاعت بھی شرعی حاکم کی طرح لازم ہے، جبکہ امام صاحب کی رائے اس سے بالکل مختلف ہے۔(۶) یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ پہلے بنوامیہ کے خلاف امام حسینؓ کے پوتے زید بن علیؒ (م ۱۲۰ھ) کے حامی رہے اور بعد ازاں بنی عباسی کے خلاف محمد نفس زکیہؒ (م ۱۴۵ھ) کے خروج کے موقع پر خود اس تحریک میں عملی طور پر شریک رہے۔(۷)

رفاہی ریاست کا ایک انتہائی اہم ستون آزاد عدلیہ ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کی زندگی میں دوسری قابل توجہ چیز یہ ہے کہ آپ عدلیہ کی اسی آزادانہ حیثیت کے زبردست داعی تھے جس کا مثالی نمونہ عہد نبوت اور خلافت راشدہ میں نظر آتا ہے۔ اس تحریک کی صحیح قدر و قیمت وہی شخص جان سکتا ہے جس کی اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دور کے عدالتی نظام پر گہری نظر ہو۔ یہ آپ کی ہمہ گیر تحریک کا نتیجہ ہی ہے کہ ایک ایسے وقت میں جب عدلیہ محض حکمرانوں کی من مانیوں کو جواز کے دلائل فراہم کرنے کا فریضہ ادا کر رہی تھی۔ آپؒ نے ایک مقنن کی حیثیت سے فقہ حنفی کی صورت میں امت کو ایسے اصول دیے جن کے بغیر معاشرتی استحکام 'رائے عامہ کا اطمینان اور رفاہی ریاست کا تصور ممکن ہی نہیں 'اور مزید یہ کہ آپؒ نے اپنے شاگردوں کی اس انداز میں تربیت فرمائی کہ عدالتی نظام کو چلانے کے لئے وہ حکمرانوں کی ضرورت بن گئے۔

کوفہ کے معروف قاضی ابن ابی لیلی کے ساتھ امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ علمی معرکوں کا اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ ان علمی معرکہ آرائیوں سے امام صاحبؒ مقصود کسی عہدہ کا حصول یا ذاتی تشہیر نہ تھی بلکہ آپؒ اس طریقے سے حکومت کے پورے عدالتی نظام کو چیلنج کر رہے تھے۔ لوگوں میں پیدا ہونے والے جھگڑوں اور لڑائیوں کا درست فیصلہ ہی اصل حکومت ہے' اس لئے امام ابوحنیفہؒ عدلیہ پر تنقید کے ذریعے ارباب اقتدار کو اس طرف متوجہ کر رہے تھے کہ جب تمہارا عدالتی نظام ہی لوگوں کو انصاف مہیا کرنے سے عاجز ہے تو تمہیں حکمرانی کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ صورت حال یہ تھی کہ ایک طرف عدلیہ ادارے کی حیثیت سے اپنی آزادانہ حیثیت کھو چکی تھی اور دوسری طرف مختلف شہروں میں قضاۃ ایک ہی طرح کے مقدمات میں بالکل متضاد فیصلے کر رہے تھے۔

آزادی اظہار رائے پر پابندی' محکوم عدلیہ اور بیت المال کا ناجائز استعمال وہ بنیادی وجوہ ہیں جن کی بنا پر امام ابوحنیفہؒ بنوامیہ کی طرح بنوعباس کی خلافت کو بھی شرعی خلافت نہیں سمجھتے تھے۔ امام صاحبؒ چونکہ بنوامیہ کی طرح بنوعباس کے خلاف بھی برسرپیکار رہے تھے' اس لیے عباسی خلفاء نے بھی فقہ حنفی کو نظر انداز کرنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ ابوجعفر منصور (۱۳۶۔۱۵۸ھ) اور ہارون الرشید (۱۷۰۔۱۹۳ھ) وغیرہ نے امام ابوحنیفہؒ کی فکر کے بالمقابل امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) کو کھڑا کرنے کی بہت کوشش کی 'لیکن امام مالکؒ نے حکومتی سرپرستی میں اپنی رائے کے نفاذ کو پسند نہ فرمایا۔ (۸) ہارون الرشید نے مدینہ کے عظیم فقیہ حضرت سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) کی تمام کتب بھی بغداد منگوا کر چاہا کہ ان کے علوم پر سلطنت کے انتظام وانصرام کی بنیاد رکھی جائے 'لیکن مقصد پورا نہ ہوا۔ امام ابوحنیفہؒ نے جس عرق ریزی سے مصلحت عامہ پر مبنی فقہی اصول مرتب کیے تھے اور حنفی فقہ نے جس طرح عوام وخواص میں مقبولیت حاصل کر لی تھی' اس کی وجہ سے عباسی خلفاء کے پاس بجز فقہ

☆اقبل الناس علی ما لهم علیه وسامح ما یبدو منهم واعلم ان هذه هی سنة الله فی الناس والحیاة۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حنفی کے کوئی دوسرا متبادل نہ تھا۔حالات کا یہی وہ رخ تھا جس کو دیکھتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ نے اپنے تربیت یافتہ تقریباً ایک ہزار تلامذہ کو خصوصی دعوت پر کوفہ کی جامع مسجد میں طلب کیا اوران کے سامنے ایک تاریخی خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''میں فقہ (اسلامی قانون) کی زین تم لوگوں کے لیے کس کر تیار کر چکا ہوں ۔اس کے منہ پر تمہارے لیے لگام بھی چڑھا چکا ہوں۔اب تمہارا جس وقت جی چاہے اس پر سوار ہو سکتے ہو۔میں نے ایک ایسا حال پیدا کر دیا ہے کہ لوگ تمہارے نقش قدم کی جستجو کریں گے اوراسی پر چلیں گے۔تمہارے ایک ایک لفظ کو لوگ تلاش کریں گے۔میں نے گردنوں کو تمہارے لیے جھکا دیا اور ہموار کر دیا ہے۔''

پھر آپؒ نے اپنے خاص چالیس شاگردوں کو خصوصیت کے ساتھ متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اب وقت آ گیا ہے کہ آپ لوگ میری مدد کریں گے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم (چالیس) میں ہر ایک عہدہ قضاء کی ذمہ داریوں کے سنبھالنے کی پوری صلاحیت اپنے اندر پیدا کر چکا ہے اوردس آدمی تو تم میں ایسے ہیں جو صرف قاضی ہی نہیں بلکہ قاضیوں کی تربیت وتادیب کا کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں''(۹)

اگر چہ امام ابوحنیفہؒ بنی عباس کے اندازحکمرانی کے سخت خلاف تھے اس لیے اپنی ذات کی حد تک آپؒ نے ان حکومتوں میں کسی بھی طرح کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کیا' تاہم آپ دستیاب مواقع کو ضائع کرنے کے حق میں بھی نہ تھے۔آپؒ کی اس حکمت عملی کے نتائج بھی بہت جلد سامنے آنا شروع ہو گئے۔آپؒ کی ذاتی قربانی آپؒ کے شاگردوں کے لئے تابندہ مثال بن گئی۔ایک وقت وہ تھا جب قاضی شریکؒ کو صرف اس لئے عہدہ قضاء سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے کہ انہوں نے خلیفہ کی ایک لونڈی کے خلاف فیصلہ سنایا تھا' (۱۰) اوراب وہ وقت ہے کہ ایک قاضی بے خوف وخطر ہو کر خلیفہ کے خلاف فیصلہ کر رہا ہے۔(۱۱) ایک وقت وہ ہے کہ جب خلیفہ اعلان کر رہا ہے کہ خبردار اگر کسی نے مجھے ''اتق اللہ'' کہنے کی جسارت کی' اوراب تبدیلی کا یہ منظر بھی ہے کہ قاضی ابو یوسفؒ خلیفہ کی فرمائش پر ''کتاب الخراج'' رقم فرماتے ہیں تو اس میں پہلے خلیفہ کو پند ونصائح سے نوازتے ہیں '(۱۲) اور پھر محاصل کے پورے نظام کو اس اسلوب میں بیان کرتے ہیں جس میں حکومت کا مقصد ہی یہ ٹھہرتا ہے کہ وہ مفاد عامہ اورلوگوں کی سہولت کو ہر نفع پر ترجیح دے۔

☆انظر الی من ھو دونک فی الجسم والصورۃ والمال والبیت والوظیفۃ والذریۃ لتعلم انک فوق الوف الناس. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رفاہی ریاست اور فقہ حنفی کے اصول ومبادی

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شریعت اسلامیہ کا محور پانچ امور ہیں۔یہ امور انسان کا نفس، دین، عقل، مال اور نسل ہیں۔(۱۳) انسان کی دنیاوی اوراخروی حیات اوراس کی بقا کا دارومدار انہیں پانچ چیزوں پر ہیں۔اس لئے ان پانچ امور کے مصالح ومفاسد کا حصول ودفعیہ ہی اسلامی قانون کا مقصد ہے جسے فقہاء کی اصطلاح میں ''مقاصد شریعہ'' کہا جاتا ہے۔فقہاء نے اسلامی احکام کے دینی مقاصد ومصالح کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے۔اسلام کا پورا نظام چونکہ انسانی فطرت کے موافق ہے جس کا منطقی تقاضا یہ ہے کہ اسلام کے اجتہادی اصول بھی فطرت کے قریب تر ہوں، اسی سے انسان کے لئے آسانی اور سہولت کا امکان پیدا ہوگا۔اس نقطۂ نظر سے اگر فقہ حنفی کے ان اجتہادی اصول وقواعد کا جائزہ لیا جائے جن کا تعلق رفاہی ریاست کے قیام سے ہے تو صاف محسوس کیا جاسکتا ہے کہ ان میں انسانی ضروریات وحاجات کو ملحوظ رکھتے ہوئے سہولت اور آسانی کے پہلو کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

دیگر ائمہ کی نسبت امام ابوحنیفہؒ نے فقہ کی جو تعریف کی ہے اس میں زیادہ وسعت اور گہرائی ہے۔امام صاحبؒ نے اپنی فقہ کی بنیاد ''**معرفة النفس مالها وما عليها**'' (۱۴) پر رکھی ہے۔اس تعریف کی رو سے امام ابوحنیفہؒ کے وضع کردہ اصول وقواعد صرف انسان کے ظاہری افعال تک محدود نہیں ہیں بلکہ اس میں عبادات، معاملات اور مناکحات وغیرہ سے آگے بڑھ کر انسان کے نفسیاتی، اعتقادی، سیاسی اور بین الاقوامی امور تک شامل ہیں۔فقہ حنفی کی یہی وسعت اور جامعیت اس کی مقبولیت کا سبب ہے، یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام میں حکومت خواہ کسی بھی مسلک سے متعلق رہی ہو، احکام سلطانیہ اور سیاسی امور کی انجام دہی میں عموماً حنفی فقہ ہی کی پیروری کی جاتی رہی ہے۔

عرف وتعامل کا اصول

ہماری رائے میں فقہ حنفی کے وہ تمام اصول وقواعد جن کا تعلق معاشرتی زندگی سے ہے وہ رفاہی ریاست کے قیام کے بھی بنیادی اصول ہیں۔کیونکہ انسان کی معاشرتی زندگی کے تحفظ کے بغیر رفاہی ریاست کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔فقہ حنفی میں معاشرتی زندگی میں رسم ورواج، ضرورت وحاجات اور اجتماعی مفادات کے ساتھ ایک حد تک ہر انسان کے قول وفعل کو بھی قانونی تحفظ دیا گیا ہے۔امام

☆ نیقن ان کل من تعاملهم من اخ وابن وذوجة وقريب وصديق لا يخلو من عيب فوطن نفسك على تقبل الجميع.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابوحنیفہؒ نے عرف اور تعامل کو بھی احکام کی بنیاد قرار دیا‘ یہی وجہ ہے کہ حنفی اصولوں کے تحت حلال وحرام میں ترمیم سے بچتے ہوئے حتی الامکان عامۃ الناس کے معاملات کو درست قرار دیا گیا ہے بلکہ ان امور میں اس وقت تک عوام کی موافقت کی جائے گی جب تک ان کی ممانعت پر کوئی شرعی دلیل متحقق نہ ہو۔عرف وتعامل کے اعتبار سے جہاں احناف کے ہاں بہت سے معاشرتی مسائل حل ہوتے ہیں‘ وہاں اس سے انسانی قدروں کے احترام کا بھی اظہار ہوتا ہے۔اس سے انسان کے بطور انسان‘ مسلمان ہو یا کافر‘ عالم ہو یا جاہل کے قول وفعل کو تحفظ اور مجموعی انسانی معاشرے کو معاشرتی امور میں ایک طرح سے مقنن کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

احترام انسانیت کا اصول

احترام انسانیت حنفی فقہ کا ایک اہم اصول ہے‘ اور فقہ حنفی میں بہت سے اہم فیصلوں کی بنیاد محض احترام انسانیت ہے۔مثلاً: آزاد عورت کے مہر کے مسئلے میں دیگر ائمہ کے برعکس امام ابوحنیفہؒ کا خصوصی مؤقف یہ ہے کہ اس کے مہر کا گراں قدر ہونا شرعی حق ہے جس میں کسی انسان کو بلکہ خود عورت کو بھی مداخلت کا اختیار نہیں۔یہ بھی فقہ حنفی ہی کا اصول ہے: ’’لا رضا مع الاضرار‘‘ کسی ولی یا خود عورت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ بغیر مہر‘ یا شرعی مقدار سے کم‘ یا مہر میں مال کے بغیر کسی اور شرط پر نکاح کر سکے۔اسی اصول کی بنا پر فقہ حنفی میں چوری میں قطع ید کو بھی ایک حد تک گراں قدر مال کی چوری سے مشروط کیا گیا ہے‘ احترام انسانیت کے اسی اصول کی بنیاد پر فقہ حنفی میں معمولی چیز کی چوری پر قطع ید کی ممانعت کی گئی ہے۔(۱۵)انسانی اکرام واحترام کو دستور قرار دیتے ہوئے امام صاحبؒ نے جہاد میں گھوڑے کی شرکت پر غنیمت میں سے گھوڑے کے لئے مجاہد کے مقابلے میں دوگنا حصے کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان کے مقابلے میں حیوان کو کسی بھی صورت میں اعزاز نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس سے انسانی احترام واکرام کا دستور متاثر ہوتا ہے۔(۱۶)انسانی احترام اور وقار کی پاسداری کو مغرب نے جو اہمیت آج دی ہے امام صاحبؒ نے تیرہ سو سال قبل ہی اس کی اہمیت واضح کر دی تھی۔

امام صاحبؒ کے مسلک کے مطابق امام ابویوسفؒ (م۱۸۲ھ) زمینداری کی اس قسم کو حرام قرار دیتے ہیں کہ جس میں حکومت کاشتکاروں سے مال گزاری وصول کرنے کے لئے ایک شخص کو زمیندار بنا کر بٹھا دیتی ہے اور عملاً اسے یہ اختیار دے دیتی ہے کہ حکومت کا لگان ادا کرنے کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد باقی جو کچھ چاہے اور جس طرح چاہے' کاشتکاروں سے وصول کیا جائے۔(۱۷) وہ کہتے ہیں کہ زمین کا عطیہ صرف اسی صورت میں جائز ہے جبکہ غیر آباد اور غیر مملوکہ زمین کو آباد کاری کی نیت سے معقول حد کے اندر دیا جائے۔اس طرح کا عطیہ جس شخص کو دیا جائے اگر تین سال تک وہ شخص اس کو آباد نہ کرے تو اس سے واپس لے لینا چاہئے'(۱۸) اگر زمینوں کی تقسیم کے اس ایک اصول کو ہی اپنا لیا جائے تو نہ صرف جاگیرداری نظام کو لگام دی جاسکتی ہے بلکہ اس نظام سے وابستہ بہت سی خرابیوں پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے۔یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ فقہ حنفی دراصل انسان کے فطری تقاضوں اور ضروریات کی مدون شکل ہے اور ظاہر ہے کہ جو دستور فطری تقاضوں اور ضروریات سے ہم آہنگ ہوگا' وہی دنیا میں شائع ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے۔

اسلامی رفاہی ریاست اور اقلیتیں

اسلامی ریاست صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ اقلیتوں کے لئے بھی ایک مکمل رفاہی ریاست ہے۔حنفی دستور کے مطابق اقلیتوں کو جو رعایتیں اور حقوق اسلامی حکومت میں حاصل ہیں وہ آزادی کے اس موجودہ دور میں بھی شاید کو ہر جگہ میسر نہ ہوں۔شراب وسور' جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں لیکن اگر کوئی مسلمان اپنے ذمی بھائی کی ان چیزوں کو تلف کردے تو حاکم اس پر جرمانہ عائد کرے گا' فقہ حنفی کی معتبر کتاب ھدایہ میں ہے:

و اذا اتلف المسلم خمر الذمی او خنزیرہ ضمن فان اتلفھما لمسلم لم یضمن "(۱۹)

"اگر کسی مسلمان نے ذمی کی شراب یا سور کا نقصان کردیا تو اسے تاوان دینا ہوگا اور اگر یہ چیزیں کسی مسلمان کی تھیں تو پھر نہیں۔"

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ذمی دارالاسلام کا شہری بن جائے تو اب اس کی جان ومال بالکل محفوظ ہوگئے۔احناف کے ہاں "النفس بالنفس" کے قرآنی حکم کو اصول کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے'(۲۰) جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک مسلمان قاتل کو غیر مسلم (حربی) کے عوض قتل نہیں کیا جائے گا۔(۲۱) فقہ حنفی کے مطابق ذمی ہر قسم کی تجارت میں بالکل آزاد ہیں جس طرح مسلمانوں سے مال تجارت پر زکوۃ وصول کی جاتی ہے اسی طرح ذمیوں سے بھی ٹیکس وصول کیا جائے گا۔(۲۲) اگر ذمی اپنے دینی مسائل اور عقائد میں باہمی نزاع یا اختلاف کریں تو ان سے تعرض نہ کیا جائے گا' وہ جانیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اوران کا کام ان کو اپنے حقوق کا مقدمہ اپنے حاکموں کے پاس لیجانے سے نہ روکا جائے گا۔ ہاں اگر وہ اسلامی عدالتوں کی طرف رجوع کریں گے تو اس کا فیصلہ دستور اسلامی کی روشنی میں کیا جائے گا۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں اگر ذمی خفیہ طور پر بغاوت کا عزم رکھتے ہوں یا فرقہ وارانہ فساد مچاتے ہوں یا اپنی کوئی سیاسی جماعت تشکیل دے رہے ہوں تو وہ پھر عہد ذمہ سے خارج ہو جائیں گے۔ ان میں سے جو شخص نقض عہد کرے یا قانونی کی خلاف ورزی کرے تو اس کو دارالاسلام سے نکال دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اگر وہ کسی مسلمان عورت سے زنا کر بیٹھیں یا مسلمان کو کفر کی تبلیغ کریں یا جاسوسی کریں تو ان کو سخت ترین سزا تو دی جاسکتی ہے مگر حقوق شہریت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ (۲۳) دیگر مذاہب کے مقابلے میں امام صاحبؒ نے ذمیوں کے لئے جو دستور مرتب فرمایا ہے اس میں انہوں نے فیاضی سے زیادہ کام لیا ہے۔ غرضیکہ اسلامی حکومت میں ذمی ایک باعزت شہری کی طرح ہیں۔ یہی وجہ ہے اسلامی دور حکومت میں غیر مسلم کثیر تعداد میں اپنی حکومتوں سے منتقل ہو کر مسلمان حاکم کی رعایا بننے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ اسلامی ریاست کی غیر مسلم رعایا کے لئے امام ابو یوسفؒ (م۱۸۲ھ) نے حضرت عمرؓ کے حوالہ سے تین اصول ذکر فرمائے ہیں، جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ جو عہد بھی ان سے کیا گیا ہو اسے پورا کیا جائے۔

۲۔ ملک کے دفاع کی ذمہ داری ان پر نہیں مسلمانوں پر ہے۔

۳۔ ان کی طاقت سے زیادہ ان پر جزیہ اور خراج کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔

پھر وہ فرماتے ہیں کہ مسکین، بوڑھے، راہب، عبادت گاہوں کے کارکن، عورتیں، بچے جزیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ ذمیوں کے اموال، مواشی وغیرہ پر کوئی زکوۃ نہیں ہے۔ ذمیوں سے جزیہ وصول کرنے میں مار پیٹ وغیرہ سے کام لینا جائز نہیں ہے۔ معذور اور محتاج ذمیوں کی پرورش حکومت کے خزانہ سے ہونی چاہئے۔ (۲۴)

حنفی قضاۃ کے فیصلے اور فتاوی/فقہ حنفی میں ارتقاء

تمدن کا مسلسل ارتقاء اس امر کا متقاضی ہے کہ قانون سازی کے عمل میں بھی تسلسل قائم رہے۔ فقہائے احناف نے فقہ حنفی کے اصول وقواعد کی روشنی میں حالات اور زمانے کی رعایت اور عرف کی تبدیلی سے ہر دور میں پیش آمدہ مسائل کا حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ خود مسلم حکمرانوں کو آئے روز جن

☆ اعلم ان الاهتمام دفن للمعائب والعلم ستر للخطايا والجود ثوب واسع يغطى النقائض والمثالب. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قانونی موشگافیوں سے واسطہ پڑتا رہتا تھا اس کی بنا پر انھوں نے جدید فتاویٰ کے مرتب کرنے میں ہمیشہ فقہاء کی حوصلہ افزائی کی۔اس حوالے سے عباسی عہد خلافت کی عدالتی تاریخ اور نامور علماء کے فتاویٰ پر تنقیدی نظر ڈالنے سے اس دور میں فقہ حنفی میں ہونے والے ارتقائی سفر کو سمجھا جا سکتا ہے'اور ان فیصلوں اور فتاویٰ میں مفاد عامہ کا جو تحفظ کیا گیا ہے اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

عباسی خلافت کی طرح برصغیر میں بھی فقہ حنفی ہی بطور قانون نافذ رہی ہے اس لئے برصغیر کے مسلم حکمرانوں کی تمام رفاہی کوششوں کے پیچھے بھی دراصل حنفی قانون ہی کو دیکھا جانا چاہیے۔فقہ حنفی کی جدید تدوین میں برصغیر کے مسلم حکمرانوں کا کردار بھی خصوصی دلچسپی کا موضوع ہے۔غیاث الدین بلبن(۶۶۴۔۶۸۶ھ) نے ایک مجموعہ فتاویٰ مرتب کروایا جو اس دور کی عدالتی ضروریات کو پوری کر سکے'یہ فتاویٰ غیاثیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔جلال الدین خلجی (۶۸۸۔۶۹۰ھ) نے''فتاویٰ قراخانی''سلطان محمد تغلق (م۷۹۵ھ) کے عہد میں اس کے وزیر امیر تاتارخان کی توجہ سے شیخ فریدالدین عالم بن علاء (۷۸۶ھ) نے''فتاویٰ تاتارخانیہ''مرتب کیا۔قاضی احمد بن محمد نظام الدین جونپوری نے جونپور کے سلطان ابراہیم شرقی (۸۰۴۔۸۴۴ھ) کی فرمائش پر''فتاویٰ ابراہیم شاہی ''مرتب کیا۔ظہیرالدین بابر (۸۸۸۔۸۸۹ھ) کے اصرار پر شیخ نورالدین خوافی نے ایک فتاویٰ مرتب کیا'یہ مجموعہ''فتاویٰ بابری'' کے نام سے مشہور ہے۔بعدازاں اورنگ زیب (۱۰۶۸۔۱۱۱۸ھ) نے علم فتاویٰ کو بام عروج تک پہنچا دیا۔انہوں نے شیخ نظام الدین برہان پوریؒ کی سربراہی میں اٹھائیس (۲۸) نامور فقہاء پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی'جس نے تقریباً آٹھ سال کے عرصہ میں عربی زبان میں ایک فتاویٰ مرتب کیا جو''فتاویٰ عالمگیری'' کے نام سے متداول ہے۔برصغیر کے حکمرانوں کا طرز عمل اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی نظر میں شریعت کی سب سے بہتر اور قابل عمل تعبیر وہی ہے جو فقہاء احناف نے کی ہے۔

بدقسمتی سے علم الفتاویٰ کا یہ ارتقائی سفر ہندوستان پر انگریز کے قبضہ کے بعد رک گیا اور اس کی جگہ انگریزی قانون نے لے لی'اگرچہ انگریزی دور میں حنفی دستور کا ریاستی امور سے عمل دخل ختم ہو گیا لیکن اس کے باوجود عامۃ الناس ہر دور میں اپنے روزمرہ معاشرتی مسائل کے علاوہ سیاسی معاملات میں راہنمائی کے لئے علماء کی طرف ہی دیکھتے تھے۔چنانچہ دور غلامی میں مرتب ہونے والے فتاویٰ میں بھی سیاسی امور کے بارے نئے حالات و واقعات کے تناظر میں حنفی علماء کی اجتہادی آراء کا مشاہدہ

☆انفرد بنفسك ساعة تدبر فيها امورك وتراجع فيها نفسك وتتفكر في آخرتك وتصلح بها دنياك.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا جاسکتا ہے ۔اس حوالے سے ''فتاوی عزیزی'' از شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ''فتاوی رضویہ'' از مولانا احمد رضا خان بریلویؒ (م ۱۹۲۱ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہمارے دینی مدارس میں فقہ حنفی کے جو متون زیر تدریس ہیں ان میں ابوالحسن بن احمد بن محمد بن جعفر المعروف امام القدوریؒ (م ۴۲۸ھ) کی کتاب ''مختصر القدوری'' ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانیؒ (م ۵۹۳ھ) کی ''الھدایۃ'' امام عبداللہ صدر الشریعہؒ (م ۷۴۷ھ) کی ''شرح الوقایۃ'' اور ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ (م ۷۱۰ھ) کی ''کنز الدقائق'' وغیرہ قابل ذکر ہیں' ان کتابوں میں فقہ حنفی کے ارتقاء کی یہ پوری تاریخ ظاہر ہے کہ موجود نہیں' جس کی وجہ سے فقہ حنفی میں حالات کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کی جو صلاحیت ہے وہ واضح نہیں ہو پا رہی۔

آخر میں یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ مغرب کو ہماری نماز' روزے اور حج وغیرہ جیسی عبادات سے قطعاً اختلاف نہیں ہے بلکہ اہل مغرب اسلام کی سیاسی واپسی اور خلافت کے احیاء سے خوف زدہ ہے اور اسلام کے سیاسی نظام کے خلاف ان کے ہاتھ میں پروپیگنڈا کے لئے جو مواد ہے اس کا بنیادی ماخذ ہمارا قدیم فقہی ذخیرہ ہے' جس کو بنیاد بنا کر ان کے لئے یہ کہنا آسان ہو جاتا کہ اگر سیاسی اسلام کی واپسی ہوئی تو عورتوں کو لونڈیاں بنا لیا جائے گا' غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں ذمی کی حیثیت سے جزیہ ادا کر کے مخصوص لباس پہن کر ذلت آمیز زندگی گزارنا ہوگی' غیر مسلموں کو اسلام پر مجبور کیا جائے گا' اور ان کو اپنی عبادت گاہوں کی تعمیر کی اجازت نہ ہوگی' آزادی اظہار رائے پر پابندی ہوگی بلکہ ایسے شخص کو مرتد قرار دیتے ہوئے کر قتل کر دیا جائے گا' جہادی کلچر پروان چڑھے گا اور دنیا لامتناہی جنگوں کی آماجگاہ بن جائے گی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مغرب کے خدشات اور تحفظات کو سمجھیں اور امام ابوحنیفہ کے سیاسی وژن کو بروئے کار لاتے ہوئے جدید اسلامی اور رفاہی ریاست کے خدوخال کو اس انداز میں واضح کریں کہ اسلام کے سیاسی نظام کی برکات نمایاں ہو کر سامنے آجائیں۔ ہماری رائے میں امام ابوحنیفہؒ کے قائم کردہ اصولوں کو جدید تناظر میں برتنے کی ضرورت ہے' اور اجتہادی بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے فقہائے امت کے فقہی تفردات سے بھی فائدہ اٹھایا جانا چاہیے۔

☆ مکتبتك المنزلية هي بستانك الوارف وحديقتك الخضراء تتنزه فيها مع العلماء والحكماء والادباء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی

١۔سورۃ الحج'٢٢:٤١

٢۔گیلانی 'مناظر احسن'مولانا(١٨٩٢۔١٩٥٦)'حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی'(ناشر نفیس اکیڈمی'کراچی ١٩٨٣ء)'ص'٤٤

٣۔الکردی 'حافظ الدین'الامام (م ٨٢٨ھ)'مناقب ابی حنیفہ'(ناشر دار الکتاب العربی'بیروت 'لبنان'١٩٨١ء)'٢/٢٩٦

٤۔الموفق بن احمد المکی'مناقب ابی حنیفہ'(ناشر دار الکتاب العربی'بیروت'لبنان'١٩٨١ء)'١/١٩١

٥۔حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی'ص:٣٤٤

٦۔ایضاً'ص:١٧١

٧۔ایضاً'ص:١٥١'٣٤٣

٨۔الشعرانی 'ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد(م ٩٧٣ھ)'المیزان الکبری الشعرانیہ '(دار الکتب العلمیہ'بیروت'لبنان'١٩٩٨ء)'١/٥٢

٩۔مناقب ابی حنیفہ'٢/٣٥٥

١٠۔حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی'ص'٥٤۔٥٥'

١١۔مصدر نفسہ'ص'٥٢

١٢۔ابو یوسف'یعقوب بن ابراہیم'قاضی'(م ١١٣۔١٨٢ھ)' کتاب الخراج'(مطبع وسن ندارد)'ص'٣

١٣۔الشاطبی'ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ (م ٧٩٠ھ)'الموافقات فی اصول الاحکام'(المطبعۃ السّلفیہ بمصر'١٣٤١ھ)'١/١٥

١٤۔صدر الشریعہ 'عبیداللہ بن مسعود(م ٧٤٧ھ)'التوضیح مع التلویح '(نور محمد اصح المطابع 'کراچی'١٤٠٠ء)'١/٢٢

١٥۔المرغینانی 'ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی '(٥١١۔٥٩٣ھ)'الھدایۃ'(مکتبہ البشری 'کراچی '٢٠٠٧ء)' کتاب الحدود'باب ما یقطع فیہ وما لا یقطع'٤/١٤١

١٦۔المرجع السابق'کتاب السیر'باب الغنائم وقسمتھا'فصل فی کیفیۃ القسمۃ'٤/٢٣٢

☆اکسب الرزق الحلال بوابك والصرامة واجتنب سؤال الناس والتجارة خير من الوظيفة واضرب بمالك واقتصر في المعيشة.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۷۔ کتاب الخراج، ص: ۱۱۴

۱۸۔ الھدایۃ، کتاب احیاء الموات، ۷/ ۲۵۴

۱۹۔ المرجع السابق، کتاب الغصب، فصل فی غصب مالا یتقوم، ۶/ ۵۲۳

۲۰۔ المرجع السابق، کتاب الجنایات، باب مایوجب القصاص و مالا یوجبہ، ۸/ ۱۲

۲۱۔ المرجع السابق، ۸/ ۱۳

۲۲۔ کتاب الخراج، فصل فیمن تجب علیہ الجزیۃ، ص ۱۳۳

۲۳۔ ایضاً، ص: ۱۹۴، ۲۰۵

۲۴۔ ایضاً، ص، ۱۳۲

نوجوانوں سے اقبال کا مکالمہ

علم غیر آموختی ، اندوختی

روئے خویش ازغازہ اش افروختی

(''تم نے دوسروں کا علم حاصل کر کے اپنا سارا ذخیرہ اسی کو بنالیا ہے اوراپنے چہرے کو انہی کے غازے (سرخی) سے روشن کررکھا ہے۔'')

ارجمندی ازشعارش می بری

من نہ دانم، تو، توئی یادیگری

(''انہی کی امتیازی علامتیں اختیار کر کے فخر کرتے ہو، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم تم ہو، یا کوئی اور ہو۔'')

عقلِ تو زنجیرئی افکارِ غیر

درگلوئے تونفس ازتارِ غیر

(تمہاری عقل دوسروں کے افکار کی زنجیر میں بندھی ہوئی ہے اورتمہارے گلے میں سانس بھی دوسروں کے تار سے آتا ہے۔)

☆الکون بنیی علی النظام فعلیك بالترتیب فی ملبسك وبیتك ومکتبك وواجبك. ☆

© rasailojaraid.com